محترمہ عندلیب سبک *

شرک کی طبیعت: ظلم اور وہم ہے

ظلم کا مطلب بے رحمی، بے انصافی، زیادتی وزبردستی کے ہیں۔ الشرک طبیعۃ ظلم کا مطلب یہ کہ شرک کی طبیعت میں ظلم کرنا شامل ہے۔ یعنی مشرکین خدائے واحد کو کہ جس کے قبضہ میں تمام کائنات کا ذرہ ذرہ شامل ہے چھوڑ کر اس کی ملکیت وتخلیق کو اپنے خودساختہ معبود کے ساتھ منسوب کر کے بے انصافی و بے رحمی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ ایک ایسی چیز جو کسی اور کی بنائی ہوئی ہوا سے اس کے تخلیق کار کے بجائے کسی اور کی تخلیق قرار دینا ظلم میں شامل ہے۔ قرآن میں جہاں شرک کی مختلف صورتوں کا بیان کر کے ان کا رد کیا گیا ہے وہیں شرک کو افترا، ضلال عن الحق اور ظلم قرار دیا گیا۔

سورہ حج، ۲۲ آیت نمبر ۷۱ میں ہے کہ: ویعبدون من دون الله مالم ینزل به سلطناً وما لیس لهم به علم وما للظلمین من نصیر۔ ترجمہ: ''اور پوجتے ہیں اللہ کے سوائے اس چیز کو جس کی سند نہیں اتاری اس نے اور جس کی خبر نہیں ان کو اور بے انصافوں کا کوئی مددگار نہیں۔''

سورہ لقمان ۳۱ آیت نمبر ۱۱،۱۰ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کا بیان کرتے ہوئے مشرکین کو بے انصاف اور بھٹکے ہوئے قرار دیا کہ جب تمام کائنات اس واحد لاشریک کی بنائی ہوئی ہے تو پھر مختلف خودساختہ توہمات ومعبودین کی پیروی کیوں انہوں نے زمین پر کیا بنایا اور آسمانوں میں کیا کچھ ان کی ملکیت ہے۔ دیکھئے سورۃ لقمان آیت نمبر ۱۱،۱۰

خلق السموات بغیر عمدٍ ترونها و القٰی فی الارض رواسی ان تمیدبکم وبث فیها من کل دآبة و انزلنا من السمآء مآءً فانبتنا فیها من کل زوج کریم۔ هذا خلق الله فارونی ماذا خلق الذین من دونه بل الظلمون فی ضلل مبین۔

ترجمہ: ''بنائے آسمان بغیر ستونوں کے تم اس کو دیکھتے ہو۔ اور رکھ دیئے زمین پر پہاڑ کہ تم کو لیکر جھک نہ پڑے اور بکھیر دیئے اس میں سب طرح کے جانور اور اتارا ہم نے آسمان سے پانی پھر اگائے زمین میں ہر قسم کے جوڑے خاصے یہ سب کچھ بنایا ہوا ہے اللہ کا اب دکھلاؤ مجھ کو کیا بنایا ہے اوروں نے جو اس کے سوا ہیں کچھ نہیں پر بے انصاف صریح بھٹک رہے ہیں۔''

سورۃ فاطر ۳۵ آیت نمبر میں حضرت محمد ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ مشرکین سے کہیے گا کہ وہ

---

* لیکچرار علی گڑھ پبلک سکول ہشتنگری پشاور شہر

خودساختہ معبودین کی تخلیقات بتائیں کہ انہوں نے کیا کچھ بنا رکھا ہے اور کس کتاب میں کہ جس پر سو فیصدی یقین کامل ہو کہ یہ آسمانی ہے لکھا ہے کہ اللہ کے اور شریک بھی موجود ہیں۔ ان کے پاس ان خودساختہ عقائد کی کوئی سند موجود نہیں بس دھوکا اور فریب ہے کہ جس میں یہ مبتلا ہیں ظلم کے معنی اس آیت میں گناہگار کے لئے گئے ہیں اور صحیح اس لئے ہیں کہ جو ظلم کرتا ہے وہ گناہ گار ہوتا ہے ظلم کرنا گناہ ہے لہذا ایسے ظالم کہ جو شرک جیسے جرم میں مبتلا ہوتے ہیں وہ گناہ عظیم کے خطاوار ہوتے ہیں۔ سورۃ فاطر آیت نمبر ۴۰ دیکھئے: قل ارء یتم شرکآء کم الذین تدعون من دون الله ارونی ماذا خلقوا من الارض ام لهم شرک فی السموٰت ام اتینهم کتباً فهم علی بینت منه بل ان یعد الظلمون بعضهم بعضاً الاغروراً۔ (ترجمہ) ''تو کہہ بھلا دیکھو تو اپنے شریکوں کو جن کو پکارتے ہو اللہ کے سوائے دکھلاؤ تو مجھ کو کیا بنایا انہوں نے زمین میں یا کچھ ان کا ساجھا ہے آسمانوں میں یا ہم نے دی ہے ان کو کوئی کتاب سو وہ سند رکھتے ہیں اس کی، کوئی نہیں پر جو وعدہ بتلاتے ہیں گنہ گار ایک دوسرے کو سب فریب ہے۔'' سورہ الشوریٰ ۴۲ آیت نمبر ۲۲، ۲۱ میں اللہ کا ارشاد ہے کہ:

ام لهم شرکؤا شرعوا لهم من الدین مالم یاذن به الله ولولا کلمة الفصل لقضی بینهم وان الظلمین لهم عذاب الیم۔ تری الظلمین مشفقین مما کسبوا وهو واقع بهم والذین امنوا وعملوا الصلحت فی روضت الجنت لهم ما یشاء ون عندربهم ذلک هو الفضل الکبیر۔ (ترجمہ) ''کیا ان کے لئے اور شریک ہیں کہ راہ ڈالی ہے انہوں نے ان کے واسطے دین کی جس کا حکم نہیں دیا اللہ نے اور اگر نہ مقرر ہو چکی ہوتی ایک بات فیصلہ کی تو فیصلہ ہو جاتا ان میں اور بیشک جو گنہ گار ہیں ان کو عذاب ہے دردناک۔ تو دیکھے گا گنہگاروں کو کہ ڈرتے ہوں گے اپنی کمائی سے اور وہ پڑ کر رہے گا ان پر اور جو لوگ یقین لائے اور بھلے کام کئے باغوں میں ہیں جنت کے ان کے لئے ہے جو وہ چاہیں اپنے رب کے پاس یہی ہے بڑی بزرگی۔''

شرک چونکہ شیطان کے ورغلاوے میں آ کر کیا جاتا ہے لیکن شیطان بھی وہیں اپنی کارکردگی دکھاتا ہے کہ جہاں ایمان کا فقدان ہو لہذا سورہ ابراہیم ۱۴ آیت نمبر ۲۲ میں شرک کا ظلم کرنے والوں کو شیطان کی تقریر جو وہ قیامت کے دن خود پر الزام لگانے والوں کو کرے گا نقل کی گئی ہے کہ قیامت کے دن شیطان مشرکین سے صاف آنکھیں پھیر لے گا اور مشرکین کو ظالم قرار دے کر انہیں عذاب کا مستحق قرار دے گا۔ دیکھئے وقال الشیطن لما قضی الامر ان الله وعدکم وعد الحق ووعدتکم فاخلفتکم وما کان لی علیکم من سلطن الاان دعوتکم فاستجبتم لی فلاتلومونی ولوموآ انفسکم ما انا بمصرخکم وما انتم بمصرخی انی کفرت بما اشرکتمون من قبل ان الظلمین لهم عذاب الیم۔ ترجمہ: ''اور بولا شیطان جب فیصل ہو چکا سب کام بیشک اللہ نے تم کو دیا تھا

سچا وعدہ اور میں نے تم سے وعدہ کیا پھر جھوٹا کیا اور میری تم پر کچھ حکومت نہ تھی مگر یہ کہ میں نے بلایا تم کو پھر تم نے مان لیا میری بات کو سوالزام نہ دو مجھ کو اور الزام دو اپنے آپ کو نہ میں تمہاری فریاد کو پہنچوں نہ تم میری فریاد کو پہنچو میں منکر ہوں جو تم نے مجھ کو شریک بنایا تھا اس سے پہلے البتہ جو ظالم ہیں ان کے لئے ہے عذاب دردناک۔''

سورہ یونس ۱۰ آیت نمبر ۱۰۶-۱۰۵-۱۰۴ میں حضرت محمد ﷺ کو مخاطب کر کے کہا گیا کہ مشرکین سے کہیے کہ اگر آپ سے بھی شرک جیسا ظلم سرزد ہو گیا تو آپ بھی اس وقت ظالموں میں شمار ہوں گے یعنی شرک ایک ایسا ظلم عظیم ہے کہ اگر پیغمبر جیسے جلیل القدر برگزیدہ ہستی سے بھی سرزد ہو جائے تو معافی اسے بھی نہیں ملے گی۔

قل یایھا الناس ان کنتم فی شک من دینی فلا اعبد الذین تعبدون من دون اللہ ولکن اعبد اللہ الذی یتوفکم وامرت ان اکون من المؤمنین۔ وان اقم وجھک للدین حنیفاً ولاتکونن من المشرکین ولاتدع من دون اللہ مالا ینفعک ولا یضرک فان فعلت فانک اذا من الظیمین۔

ترجمہ: ''کہہ دے اے لوگو اگر تم شک میں ہو میرے دین سے تو میں عبادت نہیں کرتا جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا اور لیکن میں عبادت کرتا ہوں اللہ کی جو کھینچ لیتا ہے تم کو اور مجھ کو حکم ہے کہ رہوں ایمان والوں میں اور یہ کہ سیدھا کر منہ اپنا دین پر حنیف ہو کر اور مت ہو شرک والوں میں اور مت پکار اللہ کے سوا ایسے کو کہ نہ بھلا کرے تیرا اور نہ برا پھر اگر تو ایسا کرے گا تو تو بھی اس وقت ہو ظالموں میں۔''

اللہ تعالیٰ کی صفات کو کسی اور کے ساتھ منسوب کرنا' اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں کسی اور کو اس کا ساجھی بتانا' اللہ پر افتراء باندھنا' اللہ کے ساتھ مختلف خود ساختہ معبودین کو منسوب کرنا اور اپنے ہی دشمن کے بہکاوے میں آ کر اپنے محسن عظیم کی نافرمانی کو ظلم کا نام نہ دیا جائے تو اسے اور کیا کہا جائے گا۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ شاید اللہ مظلوم ہے۔ اور وہ نافرمانوں کے خلاف کچھ کر نہیں سکتا مگر اسے حضرت انسان کی اس عقل کا امتحان لینا مقصود ہے کہ جو اسے اس کی طرف سے اچھائی و برائی کی تمیز کرنے کے لئے دی گئی ہے۔ ایک مقررہ مدت تک اس نے شیطان و انسان دونوں کو مہلت دے رکھی ہے۔ شیطان کو مہلت دی گئی کہ وہ تا قیامت انسانوں میں سے جس کو چاہے بہکائے اور سیدھے راستے سے ہٹانے کی کوشش کرے' جبکہ شیطان کا مقابلہ کرنے کے لئے انسان کو عقل و تمیز کی طاقت دی گئی ہے لیکن اس کے باوجود بھی اگر تقلید آباء یا پھر شیطان کا اغوا اسے حق سے روکے تو اسے بھی حق کی تلاش کرنے' سچائی کو اپنانے اور عقل کا استعمال کرتے ہوئے شیطان کو بطور دشمن پہچان کر اس کے بتائے ہوئے راستوں کو متروک کر کے حق کی طرف رجوع کرنے کی مہلت اس کی موت تک دی گئی ہے۔ اور اللہ ایسا غفور الرحیم ہے کہ توبہ کی صورت میں انسان کا بڑے سے بڑا گناہ معاف کر دیتا ہے' بڑے سے بڑا ظالم بھی جب اس سے معافی کا طلب گار ہو جائے تو اسے معافی مل جاتی ہے لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ توبہ موت کے فرشتے کو دیکھ کر یاد نہ آئے بلکہ اس سے پہلے۔

شرک کی طبیعت وہم ہے:

وہم کے معنی: شک، گمان، احتمال، بے اعتباری، دماغ کی وہ قوت جو فاسدہ خیالات پیدا کرتی ہے۔ الشرک طبیعتہ وھم کا مطلب ہے کہ شرک کی طبیعت میں وہم کرنا شامل ہیں یعنی مشرکین کا شرک ان کے وہم کی پیداوار ہے اور اس کی حقیقت کچھ بھی نہیں سوائے وسواس اور شک کے جو شیطان انسان کے دل میں ڈالتا ہے۔ لیکن جس دل میں خدائے واحد کی محبت مضبوط اور مستحکم ہو وہاں شیطان کا گزر نہیں ہوسکتا اور خصوصاً اس وقت جب انسان ہر بات کو عقل کی کٹوتی پر پرکھے تب تو تمام خودساختہ معبودین کی قلعی کھل جاتی ہے۔...... وہم کی وجہ سے شرک کی بیماری میں زیادہ تر اَن پڑھ لوگ مبتلا ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہیں اصلی صورتِ حال کا اور حقیقت کا کچھ علم نہیں ہوتا لہذا انہیں آسانی سے گمراہ کیا جاسکتا ہے دوسرے ایسے لوگ بہت آسانی سے کسی بھی چیز سے متاثر ہو جاتے ہیں کیونکہ انکے پاس علم نہیں ہوتا کہ جو شعور کو آگہی فراہم کرتا ہے۔ قرآن کی سورۃ البقرۃ ۲ آیت نمبر ۷۸ میں مختلف اوہامی معبودین کی پیروی کرنے والے مشرکین کا ذکر کرتے ہوئے کہا گیا کہ ان میں سے بعض اَن پڑھ ہیں اور کتاب الٰہی کا انہیں کچھ پتہ نہیں یہ محض خیالات کی پیروی کرتے ہیں۔ ومنھم امیون لایعلمون الکتب الاامانی وان ھم الایظنون۔ ''اور بعض ان میں بے پڑھے ہیں کہ خبر نہیں رکھتے کتاب کی سوائے جھوٹی آرزووں کے اور ان کے پاس کچھ نہیں مگر خیالات۔''

شرک کا وجود چونکہ اوہام کی پیداوار ہے لہذا جو شرک کی راہیں اختیار کرتا ہے اسے صحیح راستہ کبھی نہیں مل سکتا جب اس سے خودساختہ معبودوں کی حقیقت یا وضاحت پوچھی جائے تو وہ اٹکلیں دوڑانے لگتا ہے۔ دل کا اطمینان اور صحیح راستہ وہی پاتا ہے کہ جو خدائے واحد کی طرف متوجہ ہو۔ سورۃ یونس ۱۰ آیت نمبر ۳۵، ۳۶ میں ہے کہ: قل ھل من شرکآئکم من یھدی الی الحق۔ قل اللہ یھدی للحق افمن یھدی الی الحق احق ان یتبع امن لایھدی الا ان یھدی فمالکم کیف تحکمون۔ وما یتبع اکثرھم الاظنا ان الظن لایغنی من الحق شیئاً ان اللہ علیم بما یفعلون۔

''پوچھ کوئی ہے تمہارے شریکوں میں جو راہ بتلائے صحیح، تو کہہ اللہ راہ بتلاتا ہے صحیح، تو اب جو کوئی راہ بتائے صحیح اسکی بات ماننی چاہیے یا اس کی جو آپ نہ پائے راہ مگر جب کوئی اور اس کو راہ بتلائے سو کیا ہو گیا تم کو کیسا انصاف کرتے ہو۔ اور وہ اکثر چلتے ہیں محض اٹکل پر سو اٹکل کام نہیں دیتی حق بات میں کچھ بھی، اللہ کو خوب معلوم ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔'' اسی طرح ایک اور جگہ سورۃ یونس ۱۰ آیت نمبر ۶۶ میں لکھتے ہیں:

الآ ان للہ من فی السموٰت ومن فی الارض وما یتبع الذین یدعون من دون اللہ شرکآءَ ان یتبعون الا الظن و ان ھم الایخرصون۔

''سنتا ہے، اللہ کا ہے جو کوئی ہے آسمانوں میں اور جو کوئی ہے زمین میں اور یہ جو پیچھے پڑے ہیں اللہ کے سوا

شریکوں کو پکارنے والے سو یہ کچھ نہیں مگر پیچھے پڑے ہیں اپنے خیال کے اور کچھ نہیں مگر اٹکلیں دوڑاتے ہیں۔''

مشرکین سے جب ان کے شرک اور اس کے اوہام کے بارے میں بات کی جاتی ہے تو وہ یہی کہتے ہیں کہ اگر اللہ کی مرضی ہوتی تو ہم نہ پوجتے ان معبودین کو لیکن ہم جو کچھ کر رہے ہیں سب اللہ کی مرضی اور رضا سے ہے' لیکن یہ بھی ان کا وہم ہی ہے کیونکہ اللہ نے انسان کو عقل جیسی نعمت دیتے ہوئے اسے اچھے' برے کی تمیز کرنے کا ہتھیار فراہم کر دیا ہے اس ہتھیار سے کام لیتے ہوئے وہ اوہام کی تحقیق کیوں نہیں کرتا تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے۔

سورہ الزخرف ۴۳ آیت نمبر ۲۰ میں کچھ اسی قسم کے مشرکین کا ذکر کیا گیا ہے۔ دیکھئے۔ وقالو لو شآءَ الرحمن ما عبدنھم ما لھم بذلک من علم ان ھم الا یخرصون۔ ''اور کہتے ہیں اگر چاہتا ہے رحمٰن تو ہم نہ پوجتے ان کو' کچھ خبر نہیں ان کو اس کی یہ سب اٹکلیں دوڑاتے ہیں۔''

نفسیاتی طور پر اگر انسان کا جائزہ لیا جائے تو کوئی بُرا کام کرنا اور اس کی سزا پانا ایسا تصور ہے کہ جو انسان کو برا کام کرنے سے باز رکھتا ہے کہ اگر اس نے کوئی غلط کام کیا تو قانون سے نہیں بچ سکتا۔ اسی طرح برے کام اور گناہ نہ کرنے کے پیچھے بھی اگر کوئی اللہ سے قریب ہو تو یہ تصور کارفرما رہتا ہے کہ قیامت کے دن اس گناہ کی سزا ملے گی۔ اب اگر کوئی اللہ سے دور ہو کر شرک کی دلدل میں پھنس کر مختلف اوہام کا شکار ہو کر عقیدہ آخرت' سزا و جزا اور جنت و دوزخ کا تصور کھو دے تو اس انسان کے لئے دنیا کی زندگی ہی کافی اور بس ہو گی جب سزا و جزاء کا تصور ہی ناپید ہو گا تو ہر جائز و ناجائز کو اپنے لئے صحیح سمجھا جائے گا۔ حضرت محمد ﷺ مشرکین کو جب سزائے آخرت سے ڈراتے تھے اور انہیں خدائے واحد کی عبادت کرنے کی تلقین کرتے کہ شرک کی صورت میں جہنم ان کا گھر ہو گا تو وہ جواب میں کہتے کہ ہماری تو یہی زندگی بھلا ایک بار کوئی مر گیا تو پھر ہڈیوں میں جان کیسے ڈالی جائے گی۔ قرآن کی سورہ الجاثیہ ۴۵ آیت نمبر ۲۴ میں مشرکین کے ان عقائد باطلہ کو محض اوہام قرار دیا گیا اور فرمایا۔ وقالو ما ھی الا حیاتنا الدنیا نموت ونحیا وما یھلکنا الا الدھر وما لھم بذلک من علم ان ھم الا یظنون۔

''اور کہتے ہیں اور کچھ نہیں بس یہی ہے ہمارا جینا دنیا کا ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور جو ہم مرتے ہیں سو زمانہ سے اور ان کو کچھ خبر نہیں اس کی محض اٹکلیں دوڑاتے ہیں۔''

خطہ عرب اور عرب میں خصوصاً وسطی اور جنوبی عرب میں کثرت سے لوگ یہ اوہامی عقیدہ رکھتے تھے کہ حیات اُخروی اور سزا و جزا کا کوئی وجود نہیں کہ جیسے آج کل اکثر یورپی و امریکی لوگوں کا بھی عقیدہ ہے' جبکہ یہ عقائد محض اوہام پر مبنی ہیں ورنہ ان کی جدید سائنس متفقہ طور پر کائنات کے خاتمہ کے تصور پر متحد ہے۔ اور کلوننگ تک پہنچ گئی۔ اگر تخلیق کرنے والے کی تخلیق (انسان) کے کارنامے یہ ہیں کہ وہ کلوننگ تک پہنچ گیا اور کسی انسان کی D.N.A سے اسی جیسا انسان پیدا کر سکتا ہے تو تخلیق کار کا کیا حال ہو گا کیا اس کے لئے کوئی مشکل ہے کہ مرے ہوئے کو دوبارہ زندہ کر لے۔ مگر انسان کے نام نہاد تصورات و اوہام اسے سچ سمجھنے کی صلاحیت سے محروم رکھتے ہیں۔